بسم اللہ الرحمن الرحیم

نگاہ اولین

محدث عصر علامہ الشیخ ناصر الدین البانی کی رحلت فاجعہ

بقلم مدیر التحریر

ابھی تو ہم مملکت سعودیہ عربیہ کے مفتی اعظم سماحۃ الشیخ عبدالعزیز ابن باز کی رحلت فاجعہ اور اس کے نتیجے میں اٹھنے والے بے حساب علمی ودعوتی نقصانات کے غم سہ رہے تھے اور اعلائے کلمۃ اللہ کے جوالاؤ آپ نے چار دانگ عالم میں روشن کئے اس کی ضیاپاشی کے لئے جو ہزاروں داعی تقریباً دنیا کے سبھی ممالک میں مصروف کار تھے' اپنے آپ کو بے سہارا اور یتیم تصور کر رہے تھے گویا پورا عالم اسلام لرز رہا تھا کہ چند ماہ کے وقفے سے علم حدیث کا خادم' محدث عصر' مفکر اسلام شیخ محمد ناصر الدین البانی کے انتقال پر ملال کی اندوہناک خبر آئی۔ اس دہری مصیبت پر پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا۔

ابھی بن باز کی رحلت کا غم مٹنے نہ پایا تھا
ابھی سینوں میں پیہم اٹھ رہی تھی موج طوفانی
دلوں کو چیرتی یہ روح فرسا بھی خبر آئی
جہاں سے اٹھ گئے ہیں اب ناصر دین یعنی البانیؒ

حقیقت یہ ہے کہ یہ دونوں ہستیاں علم فقہ وحدیث کے آفتاب وماہتاب اور نیرین تاباں تھے اور اہل اسلام کے لئے باعث برکت ورحمت بھی۔ اور دونوں ہستیاں علماء اہل سنت کے اس مبارک گروہ کے سرتاج تھے جنکے دم سے طالبان حق کے دل دھڑکتے ہیں۔ بڑی وثوق سے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اسلامی وعلمی دنیا میں رواں صدی کا یہ سب بڑا سانحہ ہے۔

مفتی اعظم شیخ ابن باز رحمۃ اللہ علیہ شیخ البانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات سے اس قدر متاثر تھے کہ ہمیشہ آپ کی شخصیت کو اپنے لئے نمونہ قرار دیتے۔ آج سماحۃ شیخ البانی کو "حفظه الله" کے بجائے "رحمة الله عليه" لکھتے ہوئے قلم لرزاں ہے۔ مگر مجبور ہے اور یہ اٹل ربانی فیصلہ ہے کہ:

﴿كل من عليها فان ٥ ويبقى وجه ربك ذوالجلال والاكرام٥﴾

اور موت العالم موت العالم بھی تو ایک حقیقت ہے۔ اسی لئے فقیہ العصر ومحدث زمان علامہ البانی کی وفات حسرت

آیات سے اہل اسلام کا متاثر ہونا بھی ایک فطرتی بات ہے۔ آپ ائمہ سلف کی نشانی اور علم وفن کی آبرو تھے۔ بالخصوص فن حدیث اور اس سے متعلق علوم میں آپ کی تحقیقی خدمات اس قدر عظیم ہیں کہ آپ محققین کے لئے سند اور حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اسلام کے متنوع موضوعات پر گزشتہ نصف صدی کے عرصے میں شاذونادر ہی کوئی کتاب شائع ہوئی ہوگی جس میں آپ کی تحقیق اور خدمات حدیث سے استفادہ نہ کیا گیا ہو۔ سنت نبویہ پر آپ کا کام اس قدر عظیم الشان تھا کہ اس مقصد کے لئے مختص بیسیوں اداروں پر تنہا آپ کی خدمات زیادہ بھاری نظر آتی ہیں۔ آپ کی عظیم تصنیفات کی افادیت اور معیار کا اعتراف علوم نبویہ سے لگاؤ رکھنے والے موافق و مخالف سب کرتے ہیں اور استفادہ کرنے پر مجبور ہیں اور ان شاء اللہ تا قیامت آنے والی نسلوں کے لئے آپ کی علمی خدمات باعث رشد وہدایت ثابت ہوں گی۔ آپ کی بلند پایہ تصنیفات کی تعداد سو سے زائد ہے ان میں سے بہت ساری کتابیں ضخیم مجلدات پر مشتمل ہیں۔ ہماری دانش کے مطابق بہت ساری کتابیں ابھی مخطوط ہی ہیں۔ مختصراً یہ کہ آپ نے مختلف اسلامی علوم خاص کر علم حدیث نبوی میں نہایت امتیازی و تحقیقی کام سرانجام دیئے۔ ساری زندگی منہج سلف کی ترویج اور اس کی اشاعت میں گزاری۔

آپ ۱۳۳۳ھ مطابق ۱۹۱۴ء کو یورپ کے ملک البانیہ کے دارالحکومت شقودرہ کے ایک متوسط اور دیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد نوح البانی اس علاقے میں رائج فقہی مذہب کے جید عالم اور صوفی بزرگ ہونے کے ناطے مرجع خلائق تھے۔ اس طرح آپ کی تعلیم وتربیت دینی گھرانے میں ہوئی۔

دولت عثمانیہ کے زیر نگیں رہنے کی بدولت البانیہ یورپ میں ایک مسلمان ملک تھا مگر لادین عناصر کے غلبہ پانے کی وجہ سے وہاں دیندار طبقہ خاص کر علماء اسلام کا جینا دوبھر ہوگیا۔ اس طرح آپ کا پورا گھرانہ ہجرت کرنے پر مجبور ہوا اور آپ دمشق شام میں رہائش پزیر ہوگئے اور رائج الوقت مذہب حنفیہ کے مطابق فقہ کی تعلیم کے علاوہ دیگر علوم متداولہ کی تکمیل بھی اپنے والد سے کی۔ چونکہ تحقیق و جستجو کا ذوق و شوق اور صلاحیت قدرت نے عطا کی تھی گویا کہ

"نظر آتی ہے ان کو اپنی منزل آسمانوں میں"

گھٹن اور جمود والے ماحول سے نکل کر آزاد فضا میں علمی تحقیق شروع کی اور علوم نبویہ کی جانب اپنے میلان طبع کے مطابق علم حدیث اور اصول حدیث کو محور جستجو بنایا۔ مگر اس کار خیر کو تنگ نظر اور فرقہ پرست علماء نے اپنی نفسیاتی اور دنیاوی اغراض کے خلاف گردانتے ہوئے بھرپور مخالفت شروع کی حتی کہ اس فساد اور شرارتیں آپ کے

والد صاحب کی آشیرباد بھی شامل تھی۔ نوبت بایں جارسید کہ ان کے خلاف الحاد وضلالت کا فتوی تک جاری ہوا۔

اندر اور باہر کی بھرپور معاندانہ فضا کے باوجود آپ کے پائے استقلال میں ذرہ بھر لغزش نہ آئی اور منہج سلف صالحین کے احیاء کے مشن میں کوئی حرف آنے نہیں دی۔ آپ صحیح اسانید سے ثابت شدہ منہج نبوی پر ڈٹ کر، شکر گزار و مطمئن تھے۔ پر یہ لوگ اپنی روایتی تنگ نظری اور جمود کی وجہ سے دین اسلام کی حقیقت سمجھنے سے قاصر تھے۔

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

آپ 1970ء کی دھائی میں الجامعۃ الاسلامیہ بالمدینۃ المنورہ میں ۳ سال تک رئیس قسم الحدیث کے منصب جلیلہ پر فائز رہے۔ واقفان حال کا بیان ہے کہ آپ کے ارد گرد شائقین علم حدیث وتشنگان علم دین کا ہجوم ائمہ محدثین کے دور کی جھلک دکھایا کرتا تھا۔☆

ان تین سالوں کے علاوہ آپ نے کسی سرکاری یا نجی ادارے میں ملازمت نہیں کی۔ ساری عمر حریت و استقلال کے ساتھ حجروں اور ممبروں میں جلوہ افروز رہتے ہوئے درس و تدریس کے پھول بکھیرتے رہے اور اپنے مشک آفرین تصنیفات کے ذریعے منہج ومسلک سلف کی ترویج واشاعت کو اپنا مشن بنائے رکھا۔ ہزاروں علماء وفضلاء آپ کے علمی فیوض وبرکات سے مستفید ہوئے۔ جو اطراف واکناف عالم میں قرآن وسنت اور ائمہ سلف صالحین کے منہج کے مطابق دین حق کی آبیاری میں مصروف عمل ہیں۔ آپ کی بے مثال تحقیقی و علمی کاوشوں کے اعتراف میں المملكة العربية السعودية نے پچھلے برس "شاہ فیصل عالمی ایوارڈ برائے تحقیق اسلامی" آپ کو عطا کیا۔ آپ عرصے سے مملکت اردن میں مقیم تھے اور کچھ مدت سے سینہ اور آنتوں کی تکلیف میں مبتلا تھے بالآخر یہی بیماری جان لیوا ثابت ہوئی اور علم و عمل کا آفتاب لاکھوں عقیدت مندوں اور بے حساب فیضیافتگان کو سوگوار چھوڑ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے غروب ہوا۔

﴿انا لله وانا اليه راجعون﴾

سال گزشتہ حزن و ملال کا سال رہا۔ بڑے بڑے علم و عمل کے ستون گر گئے جن میں سے شیخ الحدیث

☆خادم التراث نے بھی فندق القصر الاخضر مدینہ طیبہ میں ٤/٥/١٤١٠ھ مطابق یکم جنوری 1990ء کو محدث العصر سے ملاقات اور محاضرہ سننے کا شرف حاصل کیا۔ اس دوران علم کے پروانوں کی شمع علم حدیث سے والہانہ عقیدت کا منظر دیکھا۔ اس منظر کا یہ پس منظر مجھ جیسے طلاب علم کے لئے حیرت انگیز ہے کہ ہمارے بعض ساتھی آپ کے سعودیہ میں ورود مسعود سے روانگی تک ہمرکاب اور ہمہ تن گوش رہے۔ اور جب وہ آپ کو الوداع کر کے جامعہ پہنچے تو امتحان کے کئی دن گزر چکے تھے۔ ابو محمد

والتفسیر مولانا محمد عبدہ الفلاح ، مناظر اسلام وخطیب بے مثال مولانا عبدالقادر روپڑی 'نیپال میں خطیب اسلام مولانا عبدالرؤف جھنڈانگری اور حال ہی میں یہ روح فرسا خبر آئی ہے کہ مفکر اسلام وصاحب تصانیف کثیرہ ندوۃ العلماء لکھنو کے نگران اعلی ابوالحسن علی ندوی رحمہ اللہ جیسی قابل قدر ہستی بھی وفات پاگئی۔ جن کی ملی ودینی خدمات اظہر من الشمس ہیں سبھی یکے بعد دیگرے عالم سفلی سے عالم علوی کی جانب رخت سفر باندھ گئے۔ "زمین کھاگئی آسماں کیسے کیسے" یوں سال1999ء کو عام الحزن کہا جائے تو بے جانہ ہوگا۔ اللهم اغفرلهم وارحمهم وعافهم وعف عنهم واكرم نزلهم وادخلهم جنة الفردوس

عن عبدالله بن عمرو قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يقول:ان الله لا يقبض العلم انتزاعا ينتزعه من العباد' ولكن يقبض العلم بقبض العلماء حتى اذا لم يبق عالما اتخذالناس رء وسا جهالا فسئلوا فافتوا بغير علم فضلوا واضلوا (بخارى مع الفتح كتاب العلم باب 34 كيف يقبض العلم234/1 وفى كتاب الاعتصام باب7 ذم الرأى وتكلف القياس 295/13۔نحوه)

اس حدیث پاک کی روشنی میں گزشتہ عام الحزن میں داغ مفارقت دینے والے عصر حاضر کے محققین حدیث کے سرخیل علامہ البانی' فقہ السنتہ کے امام ابن باز اور تاریخ وادب کے سکالر علی میاں رحمتہ اللہ علیہم کی رحلت سے پیدا ہونے والے علمی وفکری خلا کو پر کرنے کے سلسلے میں معاصر علمائے حق پر لازم ہے کہ دنیائے فانی کے جھمیلوں اور مذہبی' سیاسی اور فکری فرقہ بندیوں میں الجھنے کے بجائے تحقیق علمی وجستجوئے حق کے میدان میں اپنی صلاحیتیں بروئے کار لائیں۔ اور طالبان علوم نبوت کو چاہئے کہ اپنی حیثیت کا احساس کر کے حصول علم دین میں اپنی توانائیاں صرف کریں اور علم کی پختگی کے لئے عمل کو ذریعہ بنائیں۔

یہی اعتصام بحبل اللّٰہ ہے اور اسی میں اتفاق واتحاد ملت کا راز پوشیدہ ہے۔

☆☆☆☆☆